سمسٹر اول۔

خود اصلاحی

حقوق العباد	حقوق اللہ
جھوٹ ● خیانت اور نقص عہد سے دور رہیں ● ظلم سے دور رہیں ● بدی اور بدکاری سے دور رہیں	شرک ● ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کو یاد کرتے رہیں ● اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تمجید کو اپنا معمول بنالیں ● ہر حال میں خدا کا وفادار رہیں

شرک / حقوق اللہ

بیعت کی پہلی شرط یہ ہے کہ ہمیشہ شرک (اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک جاننا) سے اجتناب کریں گی یہ اسلامی اصول کا مرکزی نقطہ ہے اور اسکی اہمیت پر قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر زور دیا گیا ہے۔ہم سورہ النساء کی آیت نمبر ۴۹ میں دیکھتی ہیں

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَمَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا ﴿۴۹﴾

یقیناً اللہ معاف نہیں کرے گا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے علاوہ سب کچھ معاف کر دے گا جس کے لئے وہ چاہے اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو یقیناً اس نے بہت بڑا گناہ افترا کیا ہے۔

یہ جامع آیت بت پرستی سے اجتناب کی اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے اور یہ کہ کس طرح ہر گناہ قابل بخشش ہے سوائے شرک کے۔

مندرجہ ذیل حدیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ اپنے پیروکاروں کے درمیان شرک کے پھیلنے سے ڈرتے تھے: ''عبیدہ بن ناسی نے ہمیں شداد بن اوس کے متعلق بتایا کہ وہ رو رہے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے رسول کریم ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں میں سے ایک بات یاد آگئی ہے جس نے مجھے رونے پر مجبور کر دیا ہے۔ میں نے رسول کریم ﷺ سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں شرک کے متعلق ڈرتا ہوں اور میری امت میں ان کی خفیہ خواہشات سے میں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آپ کی قوم آپ کے بعد شرک میں ملوث ہو جائے گی؟ رسول کریم ﷺ نے جواب دیا ہاں اگرچہ میری قوم سورج، چاند، بتوں اور پتھروں کی پرستش تو نہیں کرے گی لیکن وہ اپنے کردار کے نمود و نمائش سے مرعوب ہو کر اپنی پوشیدہ خواہشات کا شکار ہو جائیں گے۔ ان میں سے کوئی ایک، دن کا آغاز تو روزے سے کرے گا لیکن کوئی خواہش اس کی راہ میں حائل ہو جائے گی اور وہ اپنا روزہ توڑ دے گا اور اپنی خواہش کا گرویدہ ہو جائے گا (مسند واحمد ابن حنبل جلد چہارم صفحہ ۱۲۴ اطباعت بیروت)

یہ حدیث شرک کی متنوع اقسام کے متعلق بتاتی ہے جہاں لوگ لفظی طور پر تو بت پرستی نہیں کرتے لیکن وہ اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں بجائے اسکے کہ وہ خدا کے بتائے ہوئے اصولوں کی پیروی کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس نقطے پر بہت زور دیا ہے توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لا الٰہ الا اللہ کہیں اور دل میں ہزاروں بت جمع ہوں بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر ایسا بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہئے ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ بت پرست ہے (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب، روحانی خزائین جلد ۱۲ صفحات ۳۴۹۔ ۳۵۰)

حضرت مسیح موعودؑ ہمیں یاد دہانی کرواتے ہیں کہ اس اصول کے ساتھ حقیقی وابستگی صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ اگر ہم تمام امور میں ذہنی طور پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع ہو جائیں اور یہ امید نہ رکھیں کہ دوسرے ذرائع ہمیں اس پر قائم رکھیں گے۔

شرائط بیعت میں سے دوسرے نقاط بھی درج ہیں جو بت پر روشنی ڈالتے ہیں اور یہ کہ کس طرح شرک سے بچا جا سکتا ہے۔

قرآن کریم کی آیات، چند احادیث اور فرموداتِ حضرت مسیح موعودؑ اور حضور انور اید اللہ تعالیٰ جن میں اس موضوع پر زور دیا گیا ہے پیش ہیں تاکہ اس بات کی تشریح کی جاسکے۔

<u>بحث کا سوال</u> : ہماری روزمرہ کی زندگی میں کس طرح کے اعمال اور خیالات اللہ تعالیٰ کی نظر میں شرک گردانے جاسکتے ہیں؟

ا۔ ہمیشہ خدا کی نعمتوں کو یاد رکھیں

از روئے قرآن کریم

<u>قرآن کریم ہمیں سورہ ابراہیم آیت ۳۵ میں یاد دلاتا ہے</u>

وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۵﴾ ع ۷ ۱۷

اور اس نے ہر چیز میں سے تمہیں دیا جو تم نے اس سے مانگی اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو کبھی ان کا شمار نہ کرسکو گے۔ یقیناً انسان بہت ظلم کرنے والا (اور) بہت ناشکرا ہے۔

اس بات کاخیال کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر بے شمار نعمتوں کی بارش برسائی ہے اس لئے یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے تشکر کا اظہار کرنے کے لئے ہر وقت اللہ کو یاد رکھیں جیسے کہ ہم سورہ آل عمران آیت ۱۹۲ میں پاتے ہیں۔

الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی
جُنُوۡبِہِمۡ وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ
وَ الۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا ۚ
سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۲﴾

وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (اور بے ساختہ کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تونے ہرگز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا پاک ہے تو پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

ہمیں اس بات سے بھی متنبہ کیا گیا ہے کہ مبادہ اللہ کی وہ نعمتیں جو ہمیں عطا کی گئی ہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دیں۔
ہم سورہ المنافقون آیت ۱۰ میں پاتے ہیں۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُلۡہِکُمۡ اَمۡوَالُکُمۡ
وَ لَاۤ اَوۡلَادُکُمۡ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ ۚ وَ مَنۡ
یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۱۰﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ! تمہیں تمہارے اموال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کریں تو یہی ہیں جو گھاٹا کھانے والے ہیں۔
مختصراً ہم سورہ العنکبوت کی آیت ۴۶ میں پاتے ہیں

وَلَذِكْرُاللہ اَكبَر۔

اور ذکر الٰہی یقیناً سب سے بڑی نیکی ہے

از روئے حدیث

رسول کریم ﷺ نے ذکر الٰہی کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے ظاہر ہے۔
حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:
ذکر الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے یعنی جو ذکر الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو ذکر الٰہی نہیں کرتا وہ مردہ ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الذکر)

از روئے فرمودات حضور انور ایدہ اللہ

حضور انوار ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تصور کے حوالے سے فرمایا۔ ''ایک اور عہد ہے کہ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد رکھیں گے اور سب سے بڑا احسان تو یہی ہے کہ اس نے ہمیں زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی اگر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان یاد رہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خالص تعلق جوڑنے کی کوشش بھی ہر وقت رہے گی اور آپ کی باتوں پر عمل کرنے کی توجہ بھی (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ جنوری ۲۰۱۵)

بحث کا سوال: اللہ تعالیٰ کی کن نعمتوں پر ہم روزانہ کی بنیاد پر شکر گزاری کرنے پر غفلت برتتے ہیں؟

۲۔ خدا کی تسبیح اور تحمید

از روئے قرآن کریم۔

ذکر الٰہی کے ساتھ ہی اس کی تسبیح و تحمید کرنے کا ارشاد ہے جیسا کہ قرآن کریم میں سورہ احزاب آیات ۴۲۔۴۳ میں اس کا ذکر ہے

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا
كَثِيْرًا ﴿٤٢﴾

وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٤٣﴾

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کرو
اور اسکی تسبیح صبح بھی کرو اور شام کو بھی
اس ہدایت کو پھر سورہ النصر آیت ۴ میں نمایاں کیا گیا ہے

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ
اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿٤﴾

پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ (اس کی) تسبیح کر اور اس سے مغفرت مانگ یقیناً وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے

از روئے حدیث
مندرجہ ذیل حدیث واضع طور پر اس ہدایت کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے
حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر اہم معاملے کا آغاز اگر اللہ تعالی کی تسبیح کے ساتھ نہ کیا جائے تو وہ ناقص رہ جاتا ہے (سنن ابن ماجہ)

از فرمودات حضرت مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تمجید کے بارے میں کثرت سے تحریر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:
اگر انسان غور و فکر سے دیکھے تو اسے معلوم ہوگا کہ واقعی طور پر تمام محامد اور صفات کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی انسان یا مخلوق واقعی اور حقیقی طور پر حمد و ثنا کا مستحق نہیں ہے۔ اگر انسان بغیر کسی قسم کی غرض کی ملونی کے دیکھے تو اس پر بدیہی اطور پر کھل جاوئے گا کہ کوئی شخص جو مستحق حمد قرار پاتا ہو یا تو اس لئے مستحق ہو سکتا ہے کہ کسی ایسے زمانہ میں جبکہ کوئی وجود نہ تھا اور نہ معلوم تھا کہ وجود اور بقائے وجود اور قیام زندگی کے لئے کیا کیا اسباب ضروری ہیں اس نے وہ سب سامان مہیا کئے ہوں۔۔۔ اب غور کر کے دیکھ لو کہ حقیقی طور پر ان تمام محامد کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کامل طور پر ان صفات سے متصف ہے اور کسی میں یہ صفات نہیں ہیں۔۔۔۔ غرض اولاً بالذات اکمل اور اعلیٰ طور سے خدا تعالیٰ ہی مستحق تعریف ہے اس کے مقابلے میں کسی دوسرے کا ذاتی طور پر کوئی بھی استحقاق نہیں اگر کسی دوسرے کو اسحقاق اس تعریف کا ہے تو صرف طفیلی طور پر ہے
(روئداد جلسہ دعا، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحات ۵۹۷۔۶۰۲)

بحث کا سوال
ہمیں اپنی گفتگو اور عبادات میں اللہ تعالیٰ کی کن صفات کو استعمال کرنے کی عادت بنا لینی چاہئے تا کہ اس کی حمد ہو سکے؟

۳۔ ہر حالت میں اللہ کے ساتھ وفا کا تعلق رکھیں

از روئے قرآن کریم

ہمیں بتایا گیا ہے کہ بطورت مومن ہمیں اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ وفادار رہنا چاہئے نہ صرف اچھے وقتوں میں بلکہ برے حالات میں بھی۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے متعلق سورہ البقرہ آیات ۱۵۸، ۱۵۷ فرماتا ہے۔

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝۱۵۷

أُولَٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوَٰتٞ مِّن رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٞۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُهۡتَدُونَ ١٥٨

ان لوگوں کو جن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے برکتیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت پانے والے ہیں

اللہ تعالٰی جانتا ہے کہ ایسا کرنا اس وقت تک مشکل ہے جب تک کہ عاجزی اختیار نہ کی جائے جیسا کہ ہم سورہ البقرہ آیت ۴۶ میں پاتے ہیں

وَٱسۡتَعِينُواْ بِٱلصَّبۡرِ وَٱلصَّلَوٰةِۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى ٱلۡخَٰشِعِينَ ٤٦

اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو اور یقیناً یہ عاجزی کرنے ولوں کے سوا سب پر بوجھل ہے۔

ازروئے احادیث

مندرجہ ذیل حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح ہر حالات میں اللہ تعالٰی میں یقین اہمیت کا حامل ہے:

حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ سوار تھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرے بچے میں تمہیں چند باتیں سکھانی چاہتا ہوں۔ اللہ کو تم اپنے ذہن میں رکھو تم اس کو قریب پاؤ گے جب تمہیں کوئی حاجت ہو تو اللہ سے مانگو؛ اگر تمہیں مدد کی ضرورت تو صرف اسی سے مدد مانگو۔ یاد رکھو کہ اگر ساری دنیا بھی تمہیں نفع پہچانے کے لئے اکٹھی ہو جائے تو وہ تمہیں کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے کہ اللہ چاہے اور تمہارے لئے اذن جاری کر دے اور اگر وہ سب تمہیں نقصان پہنچانے کے لئے اکٹھا ہو جائیں تو وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے کہ اللہ اپنا اذن جاری کر دے۔ قلمیں ذخیرہ کر دی گئی ہیں اور سیاہی خشک ہو گئی ہے (سنن الترمذی کتاب صفات القیامہ باب ۵۹)

ایک اور حدیث میں حضرت صہیب بن سنانؓ نے بیان کیا رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ایک مومن کا بھی کیا ہی عجیب حال ہے کہ اس کے لئے ہر بات میں بھلائی ہے اور یہ صرف اسی کے لئے ہے۔ اگر اسے کسی خوشگوار واقعہ کا تجربہ ہو تو وہ اس کے لئے خدا کا شکر گذار ہوتا ہے جو اسکے لئے اچھا ہے۔ اور اگر اسے کسی برے تجربہ سے گزرنا پڑے تو بھی وہ ثابت قدم رہتا ہے اور یہ بھی اس کے لئے اچھا ہے کیونکہ استقامت کے ساتھ بہت اجر ہے (صحیح مسلم کتاب الزہدی)
دراصل ایک حقیقی مومن ہر صورت حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگتا ہے اور اسطرح وہ خدا کی راہ میں درد اور ذلت کے قبول کرنے کے عہد کو بھی پورا کرتا ہے۔

ازروئے فرمودات مسیح موعودؑ

مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے پر مسیح موعودؑ نے بھی بہت زور دیا ہے جیسا کہ تحریر فرماتے ہیں:
جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دعا کرتا اور اس سے حلِ مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطِ کہ دعا کو کمال تک پہنچادے خدا تعالیٰ سے اطمینان اور حقیقی خوشحالی پاتا ہے۔ (ایام الصلح روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۷)
اپنی ذاتی مثال بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے اس بارے میں ہمیں انتہائی قیمتی سبق سکھایا ہے جسے ہمیں کبھی بھولنا نہیں چاہئے وہ تحریر فرماتے ہیں:
جب مجھے حضرت والد صاحب مرحوم کی وفات کی نسبت الہام ہوا تو بشریت کی وجہ سے مجھے خیال آیا کہ بعض وجوہ آمدن حضرت والد صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں نہ معلوم کیا کیا ابتلا ہمیں پیش آئیگا تب اسی وقت یہ دوسرا الہام ہوا
الیس اللہ بکاف عبدہ یعنی کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں اور اس الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان بخشا اور فولادی میخ کی طرح میرے دل میں دھنس گیا۔ پس مجھے اس خدائے عزّ وجل کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اپنے اس مبشرانہ الہام ایسے طور سے مجھے سچا کر کے دکھلایا کہ میرے خیال اور گمان میں نہ تھا۔ (کتاب البریہ، روحانی خزائین جلد ۱۳ صفحات ۱۹۵۔۱۹۲ حاشیہ)

بحث کا سوال

مصیبت کے وقت ہمیں ثابت قدم رہنے کے لئے کیا کرنا چاہیے؟ کیونکہ فی الحقیقت یہ ایک مشکل کام ہے۔

جھوٹ۔ / حقوق العباد

جھوٹ سے اجتناب کرنا دوسری شرط بیعت کا حصہ ہے۔ ہم قرآن کریم میں اس بارے میں واضح ہدایات پاتے ہیں۔ اللہ

سورہ البقرہ ایت ۴۳ میں فرماتا ہے۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤٣﴾

اور حق کو باطل سے خلط ملط نہ کرو اور حق کو چھپاؤ نہیں جبکہ تم جانتے ہو.
اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ہمیں یہ حکم بھی دیتا ہے کہ ہمیں ان لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا چاہیئے جو صادقین ہیں جیسا کہ سورہ التوبہ آیت ۱۱۹ سے ظاہر ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴿١١٩﴾

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اور وہ لوگ جو ساری عمر سچ بولتے ہیں ان سے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے. سورہ المائدہ آیت ۱۲۰ میں ہم پاتے ہیں

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوۡمُ يَنۡفَعُ الصّٰدِقِيۡنَ
صِدۡقُهُمۡ ؕ لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا
الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِىَ اللّٰهُ
عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ
الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۲۰﴾

اللہ نے کہا یہ وہ دن ہے کہ سچوں کو ان کا سچ فائدہ پہنچانے والا ہے ان کے لئے جنتیں ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ ہمیش رہنے والے ہیں اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔
اسی طرح سورہ النساء آیت ۱۰۸ میں دیکھتے ہیں

وَلَا تُجَادِلۡ عَنِ الَّذِيۡنَ يَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنۡ كَانَ خَوَّانًا اَثِيۡمًا ۚ ﴿۱۰۸﴾

[
اوور ان لوگوں کی طرف سے بحث نہ کر جو اپنے نفسوں سے خیانت کرتے ہیں یقیناً اللہ سخت خیانت کرنے والے گناہ گار کو پسند نہیں کرتا۔
یہ ایک بہت دلچسپ آیت ہے کیونکہ اس میں خدا نے مومنوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے ساتھ سچ بولیں اور اپنے آپ کو دھوکہ نہ دیں اگر کوئی اس پر غور و فکر کرے تو اس پر عیاں ہو جائے گا کہ وہ لوگ جو دوسروں کے ساتھ جھوٹ بولتے ہیں ان کی عادت اتنی پختہ ہو جائے گی کہ وہ اپنے آپ کو بھی دھوکہ دینے لگیں گے۔

رسول کریم ﷺ کی ایک مشہور حدیث ہے جو سچ بولنے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کے متعلق ہے درج ذیل ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف۔ ایک شخص جو سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کی نظر میں وہ صادق شمار ہونے لگتا ہے۔ جھوٹ بدی کی طرف لے جاتا ہے اور بدی آگ کی طرف جو شخص جھوٹ بولتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کی نظر میں کاذب شمار ہونے لگتا ہے (صحیح بخاری)

پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جھوٹ صرف تباہی کی طرف لے جاتا ہے اور چاہئے کہ ہم اس سے ہر حال میں بچیں اگر ہم کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں سکھایا: منجملہ انسان کی طبعی حالتوں کے جو اس کی فطرت کا خاصہ ہے سچائی ہے انسان جبتک کوئی غرض نفسانی اس کی محرک نہ ہو جھوٹ بولنا نہیں چاہتا اور جھوٹ کے اختیار کرنے میں ایک طرح کی نفرت اور قبض اپنے دل میں پاتا ہے (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خذائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۰)

یہاں ہمیں یہ یاد دلایا گیا ہے کہ سچ بولنا انسان کی طبعی حالت ہے وہ جب صرف اپنی عبث خواہشات کے پیچھے چلنے لگتا ہے تو وہ جھوٹ بولنے لگتا ہے۔

شرائط بیعت میں سے چند اور نقاط درج ذیل ہیں جو ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ ہمیں ہر طرح کے جھوٹ سے بچتے رہنا چاہئے۔ قرآن کریم کی آیات، چند احادیث اور فرمودات مسیح موعودؑ اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جو ان موضوعات کی اہمیت پر زور دیتے ہیں ان تصورات کی تشریح کے لئے پیش ہیں۔

بحث کا سوال: وہ کیا عوامل ہیں جو کسی کو جھوٹ بولنے پر آمادہ کرتے۔

۱۔ خیانت اور عہد توڑنے سے دور رہیں

از روئے قرآن کریم

ان لوگوں کے متعلق جو عہدوں کو توڑتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ وہ خدا سے نہیں ڈرتے۔ ہم سورہ الانفال آیت ۵۷ میں پاتے ہیں:

الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ
عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ۝٥٧

(یعنی) وہ لوگ جن سے تو نے معاہدہ کیا اور وہ ہر بار اپنے عہد کو توڑ دیتے ہیں اور وہ (اللہ سے) ڈرتے نہیں
قرآن کریم ان لوگوں کے لئے جو اپنے عہدوں کو توڑتے ہیں ان کے لئے بہت سزا کا بھی ذکر ہے۔ سورہ الرعد آیت نمبر ۲۶
میں ارشاد ہے

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ
بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ
بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ
اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۲۶

اور وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پختگی سے باندھنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اسے قطع کرتے ہیں جسکے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے بدتر گھر ہوگا۔

ازروئے حدیث

دیانت داری کے بنیادی اصول کے متعلق نبی کریم ﷺ نے صرف یہ نصیحت فرمائی (جیساکہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے): اگر کوئی شخص تمہیں کوئی چیز حفاظت کے ساتھ رکھنے کے لئے دیتا ہے تو پھر اسے واپس کرو۔ کسی سے بھی بددیانتی نہ کرو خواہ اس نے تم سے بددیانتی ہی کی ہو (سنن ابوداؤد)
بددیانتی اور عہدوں کو توڑنا نبی کریم ﷺ نے منافقوں کے خواص بتائے ہیں۔ حضور ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا، ''جو کوئی بھی مندرجہ ذیل چار خواص رکھتا ہے وہ منافق ہوگا: اگر اسے کوئی چیز امانت کے طور پر دی جائے تو وہ اس میں بددیانتی کرے؛ اور جب وہ بولے تو جھوٹ بولے؛ اگر وہ عہد باندھے تو اسے توڑ دے؛ اور اگر وہ جھگڑا کرے تو گندی زبان استعمال کرے'' (صحیح بخاری۔)
آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ''جس شخص نے اپنے عہد کو توڑا اس کا کوئی دین نہیں اور جو شخص اپنے وعدوں کو پورا نہیں کرتا اسکا کوئی مذہب نہیں'' (مسند احمد بن حنبل)

ازروئے فرمودات حضور انوار ایدہ اللہ

ایک خطبہ جمعہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ نے ہماری اپنی ہی جماعت میں سے ایک مثال پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ عہد کو توڑنا ایک ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ لوگ جو احمدیوں کے ساتھ مل کر کاروبار شروع کرتے ہیں وہ (حضور انور) کو احمدیوں کی عہد شکنی اور بد معاملگی کے متعلق لکھتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں ''پس ایک احمدی اپنے عمل سے جماعت کا امیج یا تصور خراب کر رہا ہوتا ہے ایک غلط تصور قائم کر کے جماعت کی بدنامی کا باعث بن رہا ہوتا ہے اور اس وجہ سے وہ زیادہ گناہگار ٹھہرتا ہے دعویٰ نیکیوں کا ہے اور عمل کچھ اور ہے۔ یہ فکر حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کو بھی تھی''، حضور انور نے فرمایا کہ لوگوں کو چاہئے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب ہو کر انہیں بدنام نہ کریں (خطبہ جمعہ ۲۶ اپریل ۲۰۱۳)

بحث کا سوال

دوسروں کے ساتھ کسطرح کے عمل ایسے ہیں جو عہد شکنی کے زمرے میں آتے ہیں؟ اور اس معاملے میں بچوں کے ساتھ کس طرح کے رویے؟

۲۔ ظلم سے دور رہیں

ازروئے قرآن کریم

دوسری شرط بیعت بھی ہمیں ظلم سے بچنے کے لئے تاکید کرتی ہے۔ اس سے دیکھا جاسکتا ہے کہ ظلم جھوٹ سے جنم لیتا ہے اور اس کا ارتکاب کبھی بھی راست بازوں اور خوف خدا رکھنے والوں کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم ظالموں کے لئے بہت سخت سزا کا وعدہ کرتا ہے جیسا کہ سورہ الزخرف آیت ٦٦ ارشاد ہے۔

فَاخۡتَلَفَ الۡاَحۡزَابُ مِنۡۢ بَیۡنِہِمۡ ۚ فَوَیۡلٌ لِّلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡ عَذَابِ یَوۡمٍ اَلِیۡمٍ ﴿٦٦﴾

پس ان کے اندر ہی سے گروہوں نے اختلاف کیا۔ پس ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ظلم کیا ہلاکت ہو دردناک دن کے عذاب کی صورت میں۔

از روئے حدیث

مندرجہ ذیل کی حدیث کی رو سے کسی دوسرے کی جائز جائیداد کو غصب کرنا بہت بڑا ظلم ہے جس کے لئے آخرت میں ایک یقینی ہے۔ سزا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ، ''میں نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا کہ سب سے بڑا ظلم کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ کہ سب سے بڑا ظلم یہ کہ کوئی اپنے بھائی کی (جائز) اور قانونی زمین کے ایک ہاتھ برابر حصہ پر غیر قانونی طور پر قبضہ کرلے۔ یوم حساب کو کسی دوسرے کی غصب شدہ جائیداد کا خواہ ایک کنکر بھی ہو گا وہ اسکی گردن میں طوق بنا کر ڈالا جائیگا اور اللہ کے سوا کوئی اور زمین جس کو اس نے پیدا کیا ہے کی گہرائی کو نہیں جانتا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد اول صفحہ ۳۹۶)

از روئے فرمودات حضرت مسیح موعودؑ

ظالموں کے متعلق مسیح موعودؑ سخت الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں:

اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ شخص جو ان لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھتا ہے اور جو خدا کے احکامات کی پرواہ نہیں کرتا یا لوگوں کے حقوق کا خیال نہیں کرتا وہ ظلم کرنے والا اور شریر ہے یا بد خلق ہے اور عباد الرحمٰن کو دھوکا دینا چاہتا ہے یا ان کے متعلق بدخوئی یا سب و شتم سے کام لیتا ہے یا وہ بھیس بدل کر ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے بیعت کی ہے دھوکے کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے تو ان کا فرض ہے کہ ایسے خطرناک شخص کو دھکے دیں اور اس سے دور رہیں (تبلیغ رسالت جلد ۷ صفحات ۴۴، ۴۲ اشتہار ۲۹ مئی ۱۸۹۲ صفحہ ۲)

بحث کا سوال وہ کون سے ظالمانہ فعل ہیں جن کا آپ نے حال ہی میں مشاہدہ کیا ہے اور جن کو ہر ایک کے سامنے لانا ضروری ہے؟ (بزرگوں کے ساتھ ظلم کے متعلق سوچیں!!)

۳۔ بدی اور بدکاری (فسق و فجور) سے دور رہیں

ازروئے قرآن

دوسری شرط بیعت بدی اور بدکاری سے دور رہنے کی بھی تلقین کرتی ہے۔ یہ برائیاں جھوٹ سے نکلتی ہیں اور انہیں تمام مومنوں کے لئے حرام قرار دیا گیا ہے ہم سورہ الحجرات آیت نمبر ۸ میں پاتے ہیں

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ فِیۡکُمۡ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ؕ لَوۡ
یُطِیۡعُکُمۡ فِیۡ کَثِیۡرٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ لَعَنِتُّمۡ
وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِیۡمَانَ
وَزَیَّنَہٗ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ وَکَرَّہَ اِلَیۡکُمُ
الۡکُفۡرَ وَالۡفُسُوۡقَ وَالۡعِصۡیَانَ ؕ اُولٰٓئِکَ
ہُمُ الرّٰشِدُوۡنَ ۙ﴿۸﴾

اور جان لو کہ تم میں اللہ کا رسول موجود ہے۔ اگر وہ تمہاری اکثر باتیں مان لے تو تم ضرور تکلیف میں مبتلا ہو جاؤ۔ لیکن اللہ نے تمہارے لئے ایمان کو محبوب بنادیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں سجادیا ہے اور تمہارے لئے کفر اور بداعمالی اور نافرمانی سے سخت کراہت پیدا کردی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔

ازروئے حدیث

مندرجہ ذیل حدیث میں رسول کریم ﷺ ایک قسم کی بدی کی مثال دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ”ایک مومن کو جھڑکنا بدی ہے اور اس سے لڑنا کفر (مسند بن حنبل جلد اول صفحہ ۴۳۹ طبع بیروت)“

عورتوں کے متعلق ہم بالخصوص ذیل کی حدیث پاتی ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا بد جہنم میں ہوگا۔ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ بد کون ہیں؟ حضور ﷺ نے جواباً فرمایا، کچھ عورتیں بد ہوتی ہیں۔ ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ کیا وہ ہماری مائیں بہنیں اور ازواج نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کیوں نہیں؟ لیکن جب ان کو کچھ دیا جاتا ہے تو وہ شکر گزار نہیں ہوتیں اور جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ صبر نہیں دکھاتیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۴۲۸ طبع بیروت)

ازروئے فرمودات مسیح موعودؑ

فاسق اور فاجر کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں:

جب یہ فسق وفجور میں حد سے نکلنے لگے اور خدا کے احکام کی ہتک اور شعائراللہ سے نفرت ان میں آگئی اور دنیا اور اسکی زیب وزینت میں ہی گم ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی ہلاکو اور چنگیز خاں وغیرہ سے برباد کرایا۔ لکھا ہے کہ اس وقت یہ آسمان سے آواز آتی تھی

اَیُّھَاالکُفّارُ اُقتُلُواالفُجّار

غرض فاسق وفاجر انسان خدا کی نظر میں کافر سے بھی ذلیل اور قابل نفرین ہے (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۰۸)

بحث کا سوال

قرآن کریم میں سے ان قوموں کے نام بتائیں جو اپنی انتہائی فسق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی مورد ہوئیں اور ان پر بحث کریں۔

سمیسٹر اول۔ مختصر سوال (کوئز)

ا۔ مندرجہ ذیل میں سے کونسی دوایسی باتیں ہیں جو سورہ المنافقین (آیت ۱۰) کے مطابق ہمیں ذکر الٰہی سے غافل رکھنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

ا۔ اولاد اور والدین۔

ب۔ مال اور اولاد

ج۔ جائیداد اور والدین

د۔ مال اور مرتبہ

۲۔ (ایک حدیث کے مطابق) کون سے الفاظ بہترین طریقے سے فرق ظاہر کرتے ہیں اس کے درمیان جو اپنے رب کو یاد کرتا اور جو یاد نہیں کرتا؟

ا۔ خوش بمقابل مغموم

ب۔ خوش قسمت بمقابل بدقسمت

ج زندہ بمقابل مردہ

د۔ مسلمان بمقابل کافر

۳۔ جیسا کہ سورہ البقرہ میں بتایا گیا ہے ہمیں کیا پڑھتے رہنا چاہیے جب بھی ہمیں کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے؟

ا۔ اوہ اللہ! میرے گناہ معاف کر

ب۔ یقیناً ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف ہم لوٹیں گے۔

ج۔ مذہب میں کوئی جبر نہیں

د۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو رحمان اور رحیم ہے۔

۴۔ مدد مانگنے کا سب سے بہترین طریقہ کیا ہے؟

ا۔ اپنے گھر والوں اور دوستوں سے بات کرنا۔

ب۔ کونسلنگ (کسی ماہر سے گفتگو کرنا)

ج۔ صبر اور دعا

د۔ ہیلپ لائینز

۵۔ مندرجہ ذیل حدیث کو مکمل کریں:

سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی۔۔۔۔۔ کی طرف رہنمائی کرتی ہے

ا۔ اللہ

ب۔ اطمینان

ج۔ محبت

د۔ جنت

۶۔ حضرت مسیح موعودؑ کے مطابق: سچائی۔۔۔۔ (مندرجہ ذیل میں سے صحیح جواب سے خالی جگہ پر کریں)
ا۔ جسے سکھانے کی ضرورت ہے
ب۔ ایک ایسی چیز ہے جسے اختیار کرنا ناممکن ہے سوائے پیغمبروں کے۔
ج۔ ایسی چیز ہے جسے کبھی کبھی استعمال کرنا چاہئے
د۔ انسان کی قدرتی حالت ہے جو اس کی طبعی خاصیت ہے

۷۔ مندرجہ ذیل حدیث کو مکمل کریں۔ اس کا کوئی دین نہیں ہے، اور اس کا کوئی۔۔۔۔ نہیں ہے جو اپنے وعدوں کو پورا نہیں کرتا۔
ا۔ جنت
ب۔ اجر۔
ج۔ مذہب
د۔ بچاؤ۔

۸۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سی چیز، ایک حدیث کے مطابق دوسروں کے ساتھ سب سے بڑا ظلم ہے؟
ا۔ دوسروں کی جائز ملکیت (مثلاً زمین) پر غاصبانہ قبضہ کرنا۔
ب۔ دشنام طرازی کرنا۔
ج۔ بزرگوں کو پلٹ کر جواب دینا۔
د۔ بچوں کی بات نہ سننا۔

۹۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس شخص کے متعلق جو حد سے زدہ ظالم اور فاسق ہے کیا ہدایت دی ہے؟
ا۔ اس کے لئے بددعا کریں۔
ب۔ اسے دھکے دیں اور اس سے دور رہیں۔
ج۔ اسے دانائی کے کچھ لفظ سکھائیں۔
د۔ اسے اجتماعات میں شامل ہونے کی دعوت دیں۔

۱۰۔ کس قسم کی عورتوں کو حضرت رسول کریم ﷺ نے فاسق بیان کیا ہے؟
ا۔ وہ جو بناؤ سنگھار کرتی رہتی ہیں۔
ب۔ وہ جو گھر کے کام کاج نہیں کرتیں۔

ج۔ وہ جو ناشکری اور بے صبر ہیں۔
د۔ وہ جو اپنے خاوندوں اور ان کے رشتہ داروں کو پسند نہیں کرتیں۔

جوابات:۔

ا:ب، ۲:ج، ۳:ب، ۴:ج ۵، :د ۶:د، ۷:ج، ۸:ا، ۹:ب، ۱۰:ج